اسلامی تعلیم وتربیت اور نئی نسل کے ازدواجی مسائل

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے فرمایا:

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس　　　آہ! بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

جنس انسانی زندگی کا ایک زبردست مطالبہ ہے۔ تحفظ ذات کے بعد انسان کے وجود میں پیدا ہونے والے رجحانات میں جنس سب سے زیادہ شدید رجحان ہے بلکہ انسانی زندگی کا مطالعہ ومشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ جب انسان اپنی ذات کے تحفظ کے بارے میں مطمئن ہوجاتا ہے اور وسائل کا تنوع اور تعداد بڑھتی ہے تو جنسی شعور بالکل بے لگام ہوجاتا ہے اور اگر انسان کے سامنے کوئی عظیم مقصد نہ ہو۔ کوئی معیار نہ ہو، کوئی مقصد نہ ہو تو جنس ہی زندگی کا سب سے اہم مقصد اور مشغلہ بن جاتا ہے۔ امریکہ، کینیڈا، یورپ، آسٹریلیا یا ان جیسے بلاد غیر اسلامیہ میں اسلامی معاشرے سے آئے ہوئے تارکین وطن کے نوجوان بچوں اور بچیوں کے سامنے یہی مسئلہ ہے۔ یہاں معیار زندگی بہر حال بڑھا ہوا ہے۔ غذا بھرپور ملتی ہے اور غذا بھی ایسی جس میں انسانی جسم کے مادی نشوونما کی پوری صلاحیت ہوتی ہے۔ اس غذا میں صرف وٹامنز ہی نہیں بلکہ جنسی شعور کو بڑھا دینے والے ہارمونز کی بھی بڑی مقدار ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ گوشت، دودھ یا حیوانی غذاؤں سے جو یہاں لوگوں کو ملتی ہے۔ وہ ایسے جانوروں سے حاصل کی جاتی ہے جنہیں انسانی استعمال کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کے لئے ہارمونز انجکشن لگائے جاتے ہیں۔ اس لئے ان ممالک میں بچوں میں جنسی شعور جلد پیدا ہوجاتا ہے۔ اسکولوں میں جنسی تعلیم نے اس شعور کو اور زیادہ بھڑکا دیا ہے۔ چنانچہ ان ممالک میں لڑکیاں دس سال کی عمر میں جوان ہوجاتی ہیں اور لڑکے بھی اسی نسبت سے چودہ سال کی عمر تک بالغ ہوجاتے ہیں۔ اگرچہ انہیں یہاں انہیں بچے ہی کہا جاتا ہے مگر دراصل وہ نوجوان ہوتے ہیں جنسی مطالبات سے بھرپور۔

اسکولوں میں چونکہ مخلوط تعلیم ہے، اس لئے وہاں انہیں کھل کھیلنے کے مواقع ملتے ہیں۔ لڑکوں کے معاملے میں کچھ وقت تک بات ظاہر ہونے نہیں پاتی کیونکہ انہیں حیض نہیں آتا مگر لڑکیوں کے سلسلے میں یہ بات چھپی نہیں رہتی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ان مغربی ممالک میں مسلمان تارکین وطن نے اس دورِ عنفوان Adolescence Period کے لئے لڑکوں اور لڑکیوں کی تربیت کا بندوبست نہیں کیا۔ عمومیت کے ساتھ حال یہ ہے کہ ماں اور باپ دونوں کام کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں بچوں سے بات کرنے، انہیں اپنے ثقافتی روایات واقدار سے آشنا کرنے کوئی موقع نہیں ملتا۔ اسکول کے بعد بچوں کا اکثر وقت ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ پر گزرتا ہے اور وہ ہر قسم کے فحش اور عریاں مناظر اور لطف اندوزی کے طریقوں اور ہتھکنڈوں سے واقف ہوتے جاتے ہیں اور ان کے نزدیک زندگی کا مقصد صرف اور صرف عیش کوشی، معیار زندگی کی بلندی اور دولت اندوزی کے ذریعے دوسروں پر فوقیت جتانے کے علاوہ کچھ نہیں رہ جاتا۔

اسلامک سینٹرز جہاں ایک روزہ مکاتب ہیں۔ ان بچوں کو ہفتے میں ایک دن چند گھنٹوں کے لئے اسلامی ماحول مل جاتا ہے مگر اسکول کے ہفتے کے چالیس گھنٹوں کے مقابلے میں اسلامی مراکز کے چند گھنٹے ان اثرات کو ختم نہیں کر سکتے جو انہوں نے اسکول سے حاصل کئے ہیں۔ یہ حقیقت اب والدین کے سامنے آرہی ہے۔ مسلمان لڑکیاں اپنے ہم مذہب لڑکوں سے متعارف نہیں ہوتیں۔ اگر ہوں تو والدین اس بات کو پسند نہیں کرتے۔ اس لئے وہ عموماً عیسائی یہودی لڑکوں سے متعارف اور بے تکلف ہو جاتی ہیں پھر اس سے جو مسائل ابھرتے اور جنم لیتے ہیں، اس کا تجربہ بعض والدین کو ہو رہا ہے۔ مسئلہ جنس کی مشکل یہ ہے کہ جہاں جنس ایک ناگزیر جذبہ ہے وہیں یہ ایک گمراہ کن اور نقصان دہ جذبہ بھی ہے۔ ناگزیر یہ اس لئے ہے کہ اس کے بغیر انسانی سماج کی بقا ممکن نہیں۔ نقصان اس لئے ہے کہ اس کا محرک اس جذبہ کے تحت پوری طرح لبیک کہنے کے نتیجے میں مقام انسانیت سے گر کر حیوانیت پر آجاتا ہے۔ جس سے زندگی اعلیٰ انسانی قدریں، شرم وحیا، عصمت وعفت اور بامقصد زندگی کا شعور ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس صورتحال کو اعتدال پر لانا اور جنس کے اس جذبے کو غلط سمتیں اختیار کرنے سے روکنا امریکہ اور دیارِ غیر اسلامی میں رہنے والے مسلمان تارکین وطن کے لئے ایک اہم مسئلہ ہے۔

خاص طور پر اس لئے کہ حیوانوں کی دنیا میں جنسی سرگرمی کے موسم مقرر ہیں۔ انسانی دنیا میں ایسا نہیں ہے۔ حضرت انسان اس طرح کی ہر قید سے آزاد ہے اور اس کی جنسی سرگرمی ہر موسم اور ہر وقت برقرار رہتی ہے مگر اللہ جل شانہ نے اس آزادی کے بدلے اسے ایک عظیم ذمہ داری سونپی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر احساس ذمہ داری کے ساتھ کسی سے شادی کرے اور اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کے ساتھ ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈالے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اسے جو اولاد عطاء فرمائے، ان کی اچھی طرح پرورش کرے۔ ان کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داریوں سے

کماحقہ عہدہ برآ ہو اور اس طرح حسب ونسب کی پاکیزگی کے ساتھ اپنی آئندہ نسل کی صحت منداور با مقصد نسل کے فروغ کا ضامن ہے۔

یہ بات ہمارے ذہن میں ہونی چاہئے کہ اسلام کے ازدواجی قانون کا مقصد بھی یہ ہے کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے اخلاق وکرداراور عصمت وعفت کی حفاظت ہو۔ اسلام زنا کوحرام قرار دیتا ہے اور نکاح کو جائز تاکہ لڑکے اورلڑکیاں شادی شدہ زندگی گزارتے ہوئے اپنے اخلاق، شرم وحیا، عصمت وعفت کی حفاظت کرتے ہوئے اسلامی خاندان وجود میں لائیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ:''اور پارسا عورتیں بھی (تمہارے لئے حلال ہیں) جو مسلمان ہوں اور پارسا عورتیں ان لوگوں میں سے بھی جوتم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں۔ جبکہ تم ان کوان کا مہر دے دو۔ اس طرح کہ تم ب،ی بناؤ نہ تو علانیہ بدکاری کرواور نہ خفیہ آشنائی کرو۔''

اسلام میں نکاح کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ میاں بیوی، پیار ومحبت، راحت ومسرت اور سکون وآرام سے زندگی گزاریں۔ جیسا کہ ارشادربانی ہے:

ترجمہ:''اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیساکھیاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی۔ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔''

اسلام نے ازدواجی زندگی کے بارے میں بتایا کہ ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کرو۔ غیر ضروری مطالبات نہ کرو، قربانی کا جذبہ قائم رکھو۔ ایک دوسرے کے ساتھ فیاضانہ اور حسن سلوک قائم رکھو، تاکہ زندگی آرام سے گزرے، بچے اچھی طرح پلیں، ان کو اسلامی ماحول ملے تاکہ تمہیں اپنے کنبے کے صحت منداور مثبت فروغ کی امید بندھی رہی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے: ترجمہ:''آپس کے تعلقات میں فضل کو نہ بھولو''

دین اسلام سے محبت کرنے والے نوجوانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ:

ترجمہ:''مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو، جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔''

ان کو عیسائی اور یہودی لڑکیوں سے شادی کی اجازت کراہت کے ساتھ دی ہے کیونکہ ان سے شادی کرنے میں خودان کی اسلامی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اہل کتاب لڑکی سے نکاح کرنا چاہا تو حضور اکرم ﷺ نے یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ تمہیں اسلام پسند رہنے نہ دے گی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسا

کرنے سے روک دیا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کتابیات سے نکاح کو صریح مکروہ کہا ہے اور وجہ یہ بتائی کہ مسلمان ایسے افراد سے کیسے محبت کر سکتا ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت نہ رکھتے ہوں اور ان کو نہ مانتے ہوں۔ پھر جب حقیقی محبت پیدا نہیں ہو سکتی تو ایسا نکاح کس کام کا؟ اسی وجہ سے اسلام مسلمان لڑکیوں کو اہل کتاب مردوں سے نکاح کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ جو لوگ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے مخالف ہیں، اگر ایسے کسی فرد سے مسلمان لڑکی شادی کر لے تو خطرہ یہ ہے کہ وہ آہستہ آہستہ اس کا رنگ اختیار کر لے گی۔ یا پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف شخص سے وہ اس طرح کی محبت ومؤدت نہ کر سکے گی جو اس کے جسمانی سکون کے ساتھ ساتھ روحانی سکون کی ضمانت بھی ہو۔

یہی وہ وجوہات ہیں جن کی نسبت آج یہ لازم ہو گیا ہے کہ یورپ، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ میں رہنے والے مسلمان تارکین وطن اپنے بچوں کی ذہنی نشو ونما اور تربیت کا انتظام کریں، انہیں وقت دیں، ان سے بات کریں، انہیں اپنی روایات اور اسلامی تہذیب وتمدن سے آگاہ کریں، انہیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ تاکہ وہ قومی جذبات سے مغلوب نہ ہوں اور اپنے ہم مذہب اسلامی جوڑوں سے شادی کریں۔ ورنہ یاد رکھئے! ان مسلمان تارکین وطن کی تیسری نسل مغربی مجمع الجزائر (West Indies) کے مسلمانوں کی طرح ہو جائے گی (اللہ نہ کرے) جہاں مسلمان لڑکیاں غیر مسلم لڑکوں سے اور مسلمان لڑکے غیر مسلم لڑکیوں سے بلا جھجک اور بغیر کسی روک ٹوک کے شادی کر لیتے ہیں۔ جھجک اس لئے ختم ہو گئی۔ ب یہ رواج عام ہو چلا ہے۔ ان غیر مسلموں سے شادی کر کے پھر یہ والدین اپنے بچوں کو سیکولر ماحول اور غیر مذہبی معاشرے میں ضم ہونے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

☆☆☆

والدین کی خدمت کا انجام

ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ کشتی میں سوار تھا کسی کی کوئی چیز کھو گئی جیسے اور لوگ ایک دوسرے سے دریافت کر رہے تھے میں نے بھی ایک حبشی غلام سے پوچھا تو اس نے دریا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے دریا کی مچھلیو! میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ہر مچھلی منہ میں جوہر لئے نکل آئے اس کا کلام ابھی تمام نہ ہوا تھا کہ تمام مچھلیاں نکل آئیں اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک جوہر تھا مچھلیوں کا نمودار ہونا تھا کہ اس نے ایک جست لگائی اور پانی پر چلنے لگا اور کہتا تھا ” ایاک نعبدو ایاک نستعین “ ترجمہ: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں میں نے دریافت کیا اے شخص تو کیا عمل کرتا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی اطاعت اور والدین کی خدمت، یہ کہتا ہوا غائب ہو گیا۔